سوال

میں جو بھی کام کروں اسے کم ازکم دو بار کرتا ہوں تاکہ یقینی طور پر ہو جائے، میرے اور بیوی کے مابین ایک بار جھگڑا ہوا کیونکہ وہ بنک ملازمت کرنا چاہتی تھی، میں اس سے ظہار کرتے ہوئے یہ کہنا چاہا کہ اگر تم ایسا کرو تو تم مجھ پر میری ماں جیسی ہو، لیکن میں نے یہ کلمات شدید ہونے کے خوف سے یہ کلام نہ کہی، بلکہ اسے یہ کہہ دیا کہ اگر تم گئی تو میرے اور تیری درمیان بات چیت حرام ہے آپ سے گزارش ہے کہ درج ذیل سوالات کے جوابات عنائت فرمائیں، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا کرے : 1- بعض اوقات مجھے یہ خیال آتا ہے کہ "اگر گئی تو" کے الفاظ نہیں کہے، ان دونوں حالتوں میں شرعی حکم کیا ہوگا، یہ علم میں رہے کہ میری نیت یہ تھی کہ اگر گئی تو میں اس سے جھگڑوں گا، یعنی میں اسے دھمکی دے رہا تھا؟ 2- کیا جب میں کوئی سوال کرتا ہوں، یا میں نے جو کہا اسے تکرار کے ساتھ کہوں، یا سوال کرنے کےلیے جس میں مجھے شک ہو تو اس پر میرا شرعی محاسبہ کیا جائیگا؟ 3- میں نے جو کچھ بیوی سے کہا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر کوئی شرعی ممانعت ہو تو میری بیوی کے عمل کا حکم کیا ہوگا؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کےلیے، اور دورود وسلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں :

اول :

آپ کے سوال سے یہ سمجھ آتی ہے کہ آپ وسوسہ کا شکار ہیں، اور کسی بھی عمل کو یقینی بنانے کےلیے دو بار کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، اور آپ کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے یہ بات کی یا نہیں کی

آپ سے گزارش ہے کہ وسوسے کا سب سے بہتر علاج دو چیزیں ہیں :

پہلی :

اللہ تعالی کا ذکر اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری کثرت سے کرنا

دوسری :

وسوسہ کی طرف التفات نہ کرنا، اور توجہ نہ دینا، اور اسے قبول نہ کرنا

مزید تفصیل دیکھنے کےلیے آپ سوال نمبر (62839) اور (25778) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں

اس لیے ہم کہتے ہیں : اصل یہی ہے کہ آپ نے اپنی بیوی سے یہ بات کہی کہ : اگر تم گئیں تو میرے اور تیری مابین بات چیت حرام ہے، اس لیے آپ بعد میں وسوسہ کی بنا پر پیدا ہونے والے شک کی طرف متوجہ نہ ہوں

دوم :

اگر خاوند اپنی بیوی کو کہے : اگر تم فلاں جگہ گئی تو میرے اور تیرے مابین بات چیت حرام ہے

اس لیے اگر بیوی نہ جائے تو اس پر کچھ لازم نہیں آتا، اور اگر چلی جائے تو یہ دیکھا جائیگا کہ اگر خاوند نے طلاق کا ارادہ کیا ہو تو طلاق واقع ہو جائیگی؛ کیونکہ اس کی یہ کلام طلاق کے کنایہ میں شامل ہوگی

اور اگر اس نے طلاق کا ارادہ نہ کیا ہو جیسا کہ آپ کے سوال میں ہے تو اسے قسم کا کفارہ ادا کرنا لازم ہے، جو کہ ایک غلام آزاد کرنا، یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، یا انہیں لباس مہیا کرنا ہے، اور اگر اس اس کی استطاعت نہ ہو پھر تین یوم کے روزے رکھنا ہونگے

اس میں اصل اور دلیل یہ ہے کہ حلال چیز کو حلال کرنا قسم کہلاتی ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ وہ چیز حرام کیوں کرتے ہیں جسے اللہ تعالی نے آپ کے لیے حلال کیا ہے، آپ اپنی بیویوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں!اور اللہ تعالی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے، تحقیق اللہ تعالی نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا کھولنا مقرر کر دیا ہے، اور اللہ تعالی تمہارا کارساز ہے، اور وہی جاننے والا اور حکمت والا ہے التحریم (1-2).

البحر الرائق میں ہے :

"اس سے یہ معلوم ہوا کہ حلال چیز کو حرام کرنا قسم کے معنی میں آتا ہے جو کفارہ کا موجب ہے تو اس میں یہ بھی داخل ہوگا کہ جب کوئی شخص یہ کہے : تیری کلام مجھ پر حرام ہے، یا میرے ساتھ، یا تیرے ساتھ کلام حرام ہے" انتہی

دیکھیں : البحر الرائق (317/4).

سوم :

اگر خاوند اپنی بیوی کو یہ کہے : میرے اور تیرے درمیان بات چیت حرام ہے، لیکن یہ نہ کہا ہو : اگر تو فلاں جگہ گئی تو

اگر خاوند نے طلاق کی نیت کی تو فی الحال طلاق واقع ہو جائیگی چاہے وہ جائے یا نہ جائے، اور اگر طلاق کی نیت نہ کی ہو تو اس پر قسم کا کفارہ لازم آئیگا

چہارم :

جب آپ کوئی کلام کریں، یا پھر کوئی سوال کریں اور اس میں تکرار کریں تو آپ پر کچھ لازم نہیں آتا، مہم یہ ہے کہ کلام مباح ہونی چاہیے

پنجم :

اگر آپ نے اپنی حاملہ بیوی سے مندرجہ بالا کلام کی تو اس کا حمل پر کوئی اثر نہیں ہوگا، شریعت جس چیز کی حرمت آئی ہے وہ حائضہ عورت کو طلاق دینے کی حرمت ہے، لیکن حاملہ عورت کے حمل کا طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑتا، حالانکہ بالفعل آپ نے طلاق دی بھی نہیں

ششم :

سودی بنک میں ملازمت کرنی جائز نہیں، کیونکہ بنک ملازمت میں گناہ اور عدوان میں تعاون ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے، اور سود دینے، اور اسے لکھنے، اور اس پر گواہی دینے والوں پر لعنت کی ہے، اور فرمایا ہے یہ سب برابر ہیں"

صحیح مسلم حدیث نمبر (1598).

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

88085